

بسم الله الرحمن الرحيم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ!

شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کا پورے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

مرد کو اپنا آلہ مردی اپنی بیوی کے منہ میں ڈالنا اور بمستری سے قتل شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کو چاٹنا اور چوسنا جائز ہے یا

نہیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

(۱):

انسان کا چہرہ و دین محترم و مکرم اعضاء ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے حبیب رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا:

إذا قاتل أحدكم أخاه فليجنب الوجه فإن الله خلق آدم على صورته.

(صحیح مسلم حدیث رقم ۲۶۱۲، مسند احمد حدیث رقم ۷۴۱۴)

”خلق آدم علی صورتہ“ میں چہرہ کی جو تشریف ہے، بطن و انش پر حق نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بدن بھی چہرہ ہی کا بعض ہے لہذا مکرم و معظم

ظہر۔ پس مناسب نہیں کہ بدن کو اور بالخصوص دین مسلم، جو شیخ و جلیل و درود و سلام میں معروف رہنا چاہیے، ایسے ذی شرف عضو کو ایسا اعضاء کے ساتھ مس کیا جائے جتنا پاکیوں اور نجاستوں کی گزرگا ہیں۔

اللہ کریم جل و علا کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دائیں دست اقدس تک کو ان اعضاء سے دور رکھا کرتے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ

صحا فرماتی ہیں:

ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يجعل يمينه لطعامه وشرابه وثيابه ويجعل شماله لما سوى ذلك.

(مسند ابی داود حدیث رقم ۳۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كانت يد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اليمنى لظهوره وكانت يده اليسرى لخلاته وما كان من اذى.

(مسند ابی داود حدیث رقم ۳۳، ۳۴)

بلکہ اگر کوئی شخص اپنے آلہ مردی کو چھو لے تو حدیث میں اس کے لیے ہاتھ دھونے کا حکم استحباً ہی وارد ہوا ہے۔ سیرۃ بنت منوان فرماتی ہیں کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

من مس ذكره فليتوضأ.

(مسند ابی داود حدیث رقم ۱۸۱، جامع الترمذی حدیث رقم ۸۲ قال الترمذی: حسن صحیح، مسند النسائی حدیث رقم



جمع بین الاحادیث کے لیے دشمنوں کے معنی ہاتھ دھونے کے لیے گئے جیسا کہ اپنے محل میں مضمحل مذکور ہے۔ اور علامہ علاء الدین حاکمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لا یقضہ من ذکر لکن یغسل یدہ نلجا۔

(در مختار ج ۱ ص ۴۰۵)

جب بلا حاجت ہاتھ سے چھونا مناسب نہیں تو چہرہ و بدن تو زیادہ آفتی ہیں کہ انہیں بھاری نجاسات سے دور رکھا جائے۔ لیکن اس کے باوجود اگر مرد و عورت ایک دوسرے کے اعضاء متاسلیہ کا بوسہ لیتے ہیں اور یہ بوسہ ایسی حالت میں ہے کہ مڈی کا نہ ٹکنا چھتی ہو۔ یعنی ایسی حالت میں کہ نہ تو شوہر و بیوی کا اکٹھا ہونا جماع کے بارادے سے ہو اور نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ مصروفیت طبعی ہوں بلکہ عمومی حالات میں ہوں یا کم از کم جس کی شرمگاہ کا بوسہ لیا جا رہا ہے وہ عام حالت میں ہو، پھر چاہے یہ بوسہ بلا حائل ہو یا بیچ میں کوئی کپڑا وغیرہ حائل ہو۔ تو اس بوسہ پر حکم کراہت لگانا مناسب نہیں۔ حنابلہ کے ہاں اس کا جواز صریح ہے۔ ابو الحسن علی بن سلیمان الراوی الحسینی "الانصاف فی معرفۃ الراوی من الخلاف" میں لکھتے ہیں:

قال القاضی فی الجامع یجوز تقبیل فرج المرأة قبل الجماع ویکرہ بعده و ذکرہ عن عطاء۔

پھر فرمایا:

ولہا لمسہ وتقبیلہ بشہوة وجزم بہ فی الرعاۃ وتبعہ فی الفروع وصرح بہ ابن عقیل۔

(الانصاف فی معرفۃ الراوی من الخلاف ج ۸ ص ۲۷)

اور ظاہر یہ ہے کہ اگر حالت وہ ہو جو ہم نے اوپر ذکر کی۔ یعنی جس کی شرمگاہ کا بوسہ لیا جا رہا ہے اس سے مڈی کا عدم خروج چھٹکن ہے۔ تو ہمارے نزدیک بھی حکم کراہت نہ ہوگا۔ اور خاص کر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی نظیر ثابت ہے۔ حضرت ابولیلی سے مروی ہے فرمایا:

کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء الحسن فاقبل یمسح علیہ ، فرفع عن قمیصہ وقبل زیئہ۔

(السنن الکبری للبیہقی حلیث رقم ۶۶۷ ، النفقة علی العیال حلیث رقم ۲۱۰ ، ۲۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم : فرج ما بین فخذی الحسن وقبل زیئہ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی حلیث رقم ۲۵۹۲ ، ۱۲۳۳۹ ، الاحادیث المختارة للضیاء المقلمی ج ۲ ص ۷۴ ، قال

الہیثمی: رواہ الطبرانی واسنادہ حسن۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۸۶)

اور اگر بوسہ تحریر بول و بھری حیض سے ہٹ کر ہو لیکن جس کی شرمگاہ کا بوسہ لیا جا رہا ہے وہ شہوت کی حالت میں ہے تو چونکہ ایسی حالت میں مڈی کا خروج غالب ہے جو حیض اوقات غیر محسوس بھی ہوتا ہے۔ لہذا اب اس فعل سے اجتناب چکی صورت کی نسبت زیادہ مؤکد ہے، کیونکہ اب وہی کے نجاست سے آلودہ ہونے کا اندیشہ ہے جو شریعت اسلامیہ کو ہرگز منظور نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیشاب کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اگے مروی کو چھونے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ جل و علا کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا بال احدکم فلا یأخذن ذکرہ بیمینہ ولا یمسح بیمینہ۔

(صحیح البخاری حلیث رقم ۱۵۴ ، ۵۶۳۰ ، صحیح مسلم حلیث رقم ۶۳۶)



اور بعض روایات میں دائیں ہاتھ سے مس ذکر کی بھی حالت بول کی قید سے مطلق ہے، جیسا کہ حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَغَسَّ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ يَمِينَهُ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ يَمِينَهُ.

(صحیح مسلم حدیث رقم ۶۳۸، جامع الترمذی حدیث رقم ۱۵، سنن النسائی حدیث رقم ۴۸)

اور بعض روایات میں ہے:

وَإِذَا اتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ يَمِينَهُ وَلَا يَتَمَسَّحُ يَمِينَهُ.

(صحیح البخاری حدیث رقم ۱۵۳، صحیح مسلم حدیث رقم ۶۳۷)

ان کلمات مبارکہ میں دائیں ہاتھ سے آگے مروی کو چھونے سے منع کیا جا رہا ہے۔ غمی کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرما

ہیں:

قوله فلا يمس ذكره يمينه النهي فيه تنزيه لها عن مباشرة العضو الذي يكون فيه الأذى والحلث وكان النبي يجعل

يمينه لطعامه وشرابه ولباسه مصونة عن مباشرة الثفل ومماسه الأعضاء التي هي مجاري الأنفال والنجاسات ويسراه لخلعة

لسافل بدنه وإماطة ما هناك من القاذورات وتنظيف ما يحدث فيها من الأدناس.

(عمدة القاری ج ۴ ص ۱۶۷)

پھر علماء کما بین اختلاف ہے کہ یہ غمی حالت بول کے ساتھ متعید ہے یا مطلق، علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں:

فإن قلت الحلث يقتضي النهي عن مس الذكر باليمين حالة البول وكيف الحكم في غير هذه الحالة قلت روى أبو

داود بسند صحيح من حديث عائشة رضي الله عنها قالت كانت يد رسول الله اليمنى لظهوره وطعامه وكانت يده اليسرى

لخلعته وما كان من أذى وأخرجه بقية الجماعة أيضا وروى أيضا من حديث حفصة زوج النبي عليه الصلاة والسلام قالت كان

يجعل يمينه لطعامه وشرابه ولباسه ويجعل شماله لما سوى ذلك وظاهر هذا يدل على عموم الحكم على أنه قد روى النهي

عن مسه باليمين مطلقا غير متعید بحالة البول فمن الناس من أخذ بهذا المطلق ومنهم من حمل على الخاص بعد أن ينظر في

الروايتين هل هما حديثان أو حديث واحد فإن كانا حديثا واحدا منخرجه واحد واختلفت فيه الرواة فينبغي حمل المطلق على

المتعید لأنها تكون زيادة من عدل في حديث واحد فقبل وإن كانا حديثين فالأمر في حكم الإطلاق والتعید على ما ذكر.

(عمدة القاری ج ۴ ص ۱۶۷)

بتایہ میں فرمایا:

قوله: لا يمس ذكره، هذا إذا كان في الخلاء، وعلى الإطلاق ما روى عن عثمان رضي الله عنه أنه قال: ما تحيت ولا

تحيت ولا مسست ذكرى يميني منذ بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهذا إكرام اليمين وإجلال النبي صلى الله

عليه وسلم، وهو من باب الآداب عند الفقهاء.

(البنایة فی شرح الہدایة ج ۱ ص ۷۶۰)

حاصل کلام یہ ہے کہ: حالت غیر بول میں علماء کے مابین اختلاف ہے لیکن حالت بول سے حلق علماء متفق ہیں کہ دائیں ہاتھ کے شرف کے باعث

اس سے آگے نہ ناسل چھونا مکروہ ہے۔

اور اہل فہم پہ غمی نہیں کہ حالت بول کی قید محض اس لیے ہے کہ بول نجاست ہے۔ پس کلام بالا کے معنی یہ ہوئے کہ: ”نجاست کے خروج کی حالت



میں دائیں ہاتھ کو آگے نکالتا ہوں۔ ”

اور جس طرح بول نجاست ہے یوں ہی ”نمذی“ بھی نجاست ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت مقداد کے واسطے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مذی سے متعلق پچھوایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فیہ الوضوء۔

(مصحح البخاری حایث رقم ۱۳۲، ۱۷۸)

نہی کے خروج سے وضو کا جائزہ نہی کی نجاست کی دلیل ہیں ہے اور محض نجاست نہیں بلکہ بول کی طرح نجاست غلیظ ہے۔ لہذا حرام الراقی میں ہے:

كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمني والحمى والودي والقبح والصليد والقيء إذا ملأ الفم۔

(البحر الرائق ج ١ ص ٢٤٢)

پس کلام بالا سے ہمیں دو نقطہ حاصل ہوئے:

(۱) ہمدی نجات ہے۔ (۲) نجات کے لگہ تامل سے خروج کے وقت دائیں ہاتھ سے چھوٹا منہ ہے۔

ان دونوں کے ضم سے اس امر کا حصول بدیہی ہے کہ مذی کے خروج کے وقت دائیں ہاتھ سے لگہٴ قاسل کو چھونا منع ہے۔

اور اس نتیجہ سے بطور دلالت ثابت کہ ہڈی کے خروج کے وقت مرد اور عورت کا ایک دوسرے کے اعضاء متاثر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انسان کا دہن شرف و کرامت میں دائمی ہاتھ کے شرف سے کہیں زیادہ ہے پس جب ایسی حالت میں دلیاں ہاتھ دور رکھنا چاہئے تو انسانی دہن تو دوری کا زیادہ مستحق ہے۔

لیکن اس قدر ضرور ہے کہ ایسی حالت میں تخرج سے اجتناب کرتے ہوئے ایک دوسرے کے اعضائے تناسلیہ کے بوسہ کو حرام و مکروہ تحریمی نہیں کہا جاسکتا، بلکہ جس طرح عقداً الجمور پویشتاب کی حالت میں دائیں ہاتھ سے الگ مردی چھونا مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی مذی کے خروج کی حالت میں ایک دوسرے کی شرمگاہ کا بوسہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن چونکہ دین کا شرف دائیں ہاتھ کے شرف سے زیادہ ہے لہذا اس بوسہ کی کراہت حالت بول میں دائیں ہاتھ سے الگ تناسل چھونے کی کراہت سے مؤکدہ ہونی چاہئے۔

باقی رہی یہ صورت کہ مرد اور عورت شہوت کی حالت میں، جبکہ مذی خارج ہو رہی ہو اور وہ دونوں ایک دوسرے کے اعضاء متاسلیہ کا پوسہ لیں اور  
مخرج بول و مجری حیض سے اجتناب نہ کریں تو یہ پوسہ سخت منع و مکروہ تحریمی ہے اور اس فعل کی بد سے پچھتاوا جب یہاں اس کی دلیل دوسرے سوال کے جواب  
کے ضمن میں مذکور ہوگی۔ ان شاء اللہ جل و علا۔

=(Y

اللہ کریم جل مجدہ نے نکاح سے عورت کو مرد کے لیے حلال فرمایا ہے اور مرد اپنی عورت کے پاس جیسے چاہے آسکتا ہے جیسا کہ اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

نساؤکم حرث لکم فلتوا حرثکم انی شتم

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو تم تمہاری کھیتی کو جیسے چاہو آؤ۔

(البقرة ٢٢٣)

لیکن یہ اطلاق کیفیتِ امتیاز میں ہے یعنی مردانہ بیوی کے پاس جیسے چاہے آسکتا ہے، کھڑے بیٹھے، لیٹے، آگے کھڑے ہو کر، پیچھے کھڑے ہو کر



، وغیرہ وغیرہ۔ رہا محل اتیان تو اس میں اطلاق نہیں، یعنی مرد کو یہ چھوٹ نہیں کہ عورت کے کسی بھی سوراخ میں اپنا لہہ مردی داخل کرے۔ بلکہ سوراخوں میں سے ایک ہی سوراخ مرد کے لیے متعین ہے اور وہ ہے عورت کا اگلا مقام۔

اسی بات کو بیان فرماتے ہوئے اللہ کریم جل مجدہ کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت عبداللہ بن عباس راوی کہ حبیب رب العالمین نے فرمایا:

انتہا مقبلہ وملبرۃ اذا کان ذلک فی الفرج۔

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رقم ۱۲۸۰۸، المعجم الاوسط لہ حدیث رقم ۳۲۸۳، شرح مشکل الآثار للطحاوی

حدیث رقم ۶۱۲۸، شرح معانی الآثار حدیث رقم ۴۴۰۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مقبلہ وملبرۃ ما کان فی الفرج۔

(شرح معانی الآثار حدیث رقم ۴۳۹۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

یلتہا کیف شاء ما لم یکن یلتہا فی دبرھا او فی البیض۔

(جامع تبیان ج ۴ ص ۳۹۸)

دوسری روایت میں ہے:

یلتہا قائمۃ وقاعلۃ ومن بین یتلہا ومن خلفھا وكيف شاء بعد ان یكون فی المانی۔

(مسوئ الاخلاقی حدیث ۴۴۸)

حضرت عکرمہ نے فرمایا:

یلتہا کیف شاء قائم وقاعد وعلی کل حال یلتہا ما لم یکن فی دبرھا۔

(مصنف ابن ابی حنیہ ج ۳ ص ۲۲۹)

اگر اس باب میں مرویات کا احاطہ کیا جائے تو لاتعداد فروعات، موقوفات و مقلوعات موجود ہیں جن کا ذکر اس مختصر تحریر کو نہایت وسیع طویل کر

دے گا اس لیے مذکورہ روایات پر ہی اکتفاء مناسب ہے۔

بہر حال ان کلمات نے ہمیں بتا دیا کہ اس آیت میں عورت کے پاس جیسے چاہو آنے کی چھوٹ دی جا رہی ہے لیکن جہاں چاہو کی چھوٹ ہرگز

نہیں۔

بلکہ ان کلمات شریفہ سے ہٹ کر خود آپہنچتے ہوئے کلمات مقدسہ کو دیکھا جائے تو وہ بھی راہنمائی میں کافی ہیں، کیونکہ فرمایا: فلتوا حرثکم۔ اپنی

کھیتیوں کو آؤ۔

ظاہر ہے کہ عورت حقیقی کھیتی تو ہے نہیں، بلکہ آپہنچتے ہوئے کھیتی کے ساتھ تشبیہ ہے جو تقاضا فرماتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے پاس آؤ لیکن اس جگہ

سے جو کھیتی کی جگہ ہے، اور ظاہری بات ہے کہ کھیتی کا محل عورت کے بدن میں نہ تو اس کامتہ ہے اور نہ ہی پچھلا مقام، تو پھر وہ مقامات کیسے حلال

ہو سکتے ہیں؟؟؟

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے قاضی ابو محمد عبدالحق ابن حلیۃ الاندلسی الحارثی (المتوفی ۵۳۲ھ) پھر شمس الدین قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ





امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی:

لَیْکُونُ ذَٰلِکَ مُحَرَّمًا لِّمَا سِوَاهُ؟

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نعم!!!

(تلخیص فی الحجیر لابن حجر العسقلانی ج ۲ ص ۳۹۶)

یوں ہی جب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ امام مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ آپ عورت کے ساتھ اس کے پچھلے مقام میں وطی کے جواز کے قائل ہیں تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کَلْبُوا عَلٰی کَلْبُوا عَلٰی کَلْبُوا عَلٰی۔

وہ لوگ مجھ پر بھوٹ باندھ رہے ہیں، مجھ پر بھوٹ باندھ رہے ہیں، مجھ پر بھوٹ باندھ رہے ہیں۔

پھر فرمایا:

الْمُسْتَمُّ قَوْمًا عَرَبًا؟ الْم یَقُلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: نِسَاؤُکُمْ حُرٌّ وَهَلْ یَكُونُ الْحَرُّ الْاِیْ فِی مَوْضِعِ الْحَنِیْثِ؟

(تفسیر القرطبی ج ۳ ص ۹۵)

امام مالک اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ جیسی شخصیات کا ان آیات مبارکہ سے عورت کے اگلے مقام کے علاوہ کی حرمت پر استدلال واضح دلیل ہے کہ یہ آیات حیثیات حلت کو قبل پر منحصر فرما رہی ہیں۔ پس جب حلت عورت کی قبل پر منحصر ہوگی تو جس طرح عورت کا پچھلا مقام ماسوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے یوں ہی عورت کا منہ بھی ماسوا ہونے کے سبب حرام ہے۔

علاوہ ازیں حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حلت کے ایک ہی سوراخ پر منحصر ہونے کی تصریحات بھی موجود ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے آکر عرض کی کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

نِسَاؤُکُمْ حُرٌّ لَّکُمْ فَتَوَا حُرَّتْکُمْ اِنِّیْ شَتَمُ۔

لہذا میں سمجھتا ہوں کہ میری بیوی کی دیر بھی میرے لیے حلال ہے سو میں بیوی کے پچھلے مقام سے مباشرت کرتا ہوں۔

جواب میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

یَا لَکَ اِنَّمَا قَوْلُهُ: اِنِّیْ شَتَمُ، قَائِمَةٌ وَقَاعِلَةٌ وَمُقْبَلَةٌ وَمُطْبَرَةٌ فِیْ اَقْبَالِہِمْ لَا تَعْدُ ذَٰلِکَ اِلَیْ غَیْرَہِ۔

(الدر العنبر للعلوی عن عبد بن حمید ج ۲ ص ۵۹۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس جملہ پر غور کیجئے:

”لَا تَعْدُ ذَٰلِکَ اِلَیْ غَیْرَہِ“

صاف لنگھوں میں غیر قبل سے منع فرمادیا۔

یونہی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بھوکا خیال تھا کہ مرد جب اپنی عورت کے پاس ایسی حالت میں آئے کہ عورت آگے کی جانب جھکی ہوئی ہو تو پیچھے بھیجا ہوتا ہے اس پر یہ آیت متقدمہ سنا زل ہوئی:

نِسَاؤُکُمْ حُرٌّ لَّکُمْ فَتَوَا حُرَّتْکُمْ اِنِّیْ شَتَمُ۔

(البقرة ۲۲۳)



ان شاء مجیبة وان شاء غیر مجیبة اذا كان فی صمام واحد۔

(صحیح مسلم حدیث رقم ۲۵۹۳، صحیح ابن حبان حدیث رقم ۴۱۶۶، المعن الکبریٰ للبیہقی حدیث رقم ۱۴۴۸۵، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم ۸۰۳۵، شرح مشکل الاثر للامام الطحاوی حدیث رقم ۶۱۲۵، شرح معانی الآثار حدیث رقم ۴۳۹۱)

”اذا كان فی صمام واحد“ بھی حلت کے ایک ہی سوراخ پہ انحصار میں مرجح ہے۔

بلکہ اللہ کریم جل وعلا کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی زبانِ اقدس سے حلت کو ایک ہی سوراخ پہ منحصر فرمایا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ مقدسہ:

نساؤکم حرث لکم فلتوا حرثکم انی شتم۔

سے متعلق فرمایا:

یعنی: صماما واحدا۔

(جامع الترمذی حدیث ۲۹۷۹، مسند احمد حدیث ۲۶۶۴۳، ۲۶۶۸۵، ۲۶۷۴۹، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث رقم ۱۶۹۳۴)

بعض روایات میں مکرر ہے یعنی:

صماما واحدا صماما واحدا۔

(جامع فیہان للطبری ج ۳ ص ۷۵۶، ۷۵۷)

بعض روایات میں فرمایا:

صمام واحد صمام واحد۔

(مسند ابی یعلیٰ حدیث ۶۹۷۲)

یعنی ایک ہی سوراخ میں آنا حلال ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یلتیہا مقبلۃ وملمبرۃ فی سر واحد یعنی فی ثقب واحد۔

(المعن الکبریٰ للبیہقی حدیث رقم ۱۴۴۸۷)

اور بعض روایات میں کلمہ حصر بھی مذکور ہے فرمایا:

لا الا فی صمام واحد۔

(مسند احمد حدیث ۲۶۷۴۰، تفسیر ابن ابی حاتم ج ۲ ص ۴۰۴)

یعنی ایک دستے کے ہوا کوئی دوسرا دستہ جائز نہیں۔

آخر الذکر روایت تو حلت کے ایک ہی سوراخ میں انحصار کے باب میں نص ہے۔ اور جس طرح وہ دوسرا سوراخ ہے یونہی منہ بھی دوسرا سوراخ

ہے۔ پس دونوں میں سے کوئی بھی محلّ حلت نہیں۔

اس حدیث سے اس وہم کا ازالہ بھی ہو گیا کہ اگر مذکور بالا آیات فرج کی حلت اور غیر فرج کی حرمت کی مفید ہیں تو تھید و جملیں وغیرہ بھی حرام ہونی



چاہئیں۔ کیونکہ کلمات سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وال کہ کلام ”صمام“ یعنی رستے دسوارخ میں ہے۔ تفصیل مقام یہ ہے کہ:  
 مستثنیٰ منہ میں اصل معنی میں مستثنیٰ سے موافقت ہے۔ ”ما رلیت الا زیلا“ کی تشریح میں اصل ”ما رلیت انسانا الا زیلا“ ہے۔ امام شرف  
 الاسلام علی بن محمد البردوی (المتوفی ۸۲۷ھ) رقم فرماتے ہیں:

ان المستثنیٰ منه إمعنا ثبت علی وفق المستثنیٰ فیما استثنیٰ من النفی كما قال فی الجامع أن كان فی الدار لا زید  
 فعلی حران المستثنیٰ منه بنوادم ولو قال الاحمار كان المستثنیٰ منه الحيوان لان المستثنیٰ حيوان ولو قال الامناع كان  
 المستثنیٰ منه كل شیء۔

(اصول البزدوی ص ۲۶۲)

امام شمس الامتہ سرخسی کے کلمات بھی ایسے ہی ہیں فرمایا:

الاصل فی الاستثناء من النفی أن المستثنیٰ منه فی معنی المستثنیٰ، وعلى هذا بنی علماءنا مسائل فی الجامع: إذا قال  
 إن كان فی هذه الدار إلا رجل فعله حر، فإذا فی الدار سوى الرجل سوى الرجل لم یحث، وإن كان فیها سوى الرجل امرأة  
 أو صبی حث. ولو كان قال إلا حمارا فإذا فیها حیوان آخر سوى الحمار یحث، وإن كان فیها ثوب سوى الحمار لم یحث،  
 وإن كان قال إلا ثوب فلی شیء یكون فی الدار سوى الثوب مما هو مقصود بالامساک فی الدور یحث، فعرفنا أن المستثنیٰ  
 منه فی معنی المستثنیٰ۔

(اصول سرخسی ج ۲ ص ۱۶۷، ۱۶۸)

ان کلمات سے ملتے جلتے کلمات لاتعداد کتب اصول میں درج ہیں لیکن ان اہل ان جلیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے بعد کسی دوسری  
 شہادت کی حاجت نہیں۔ لہذا ”لا الا فی صمام واحد“ کی تشریح ”لا یحثل له الاتیان فی اصمتها الا فی صمام واحد“ یا اس کی شکل ہونی  
 چاہئے۔

اور اب اس کلام کی طالت خوب واضح ہو چکی ہے کہ کلام عورت کے بدن کے سوراخوں سے متعلق ہے اور ان میں سے ایک سوراخ کے علاوہ کوئی  
 دوسرا سوراخ طلال نہیں۔ لہذا مرد کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کی فرج کے علاوہ بدن کے کسی بھی سوراخ میں اپنا آگہ داخل کرے۔ پس اگر کان یا  
 ناک میں داخل متصور ہو تو ان کا حکم بھی منہ اور دیر طال ہی ہوگا۔ یہی تجرید و تبیین وغیرہاتو ان میں ”ایلاج فی صمام“ نہ ہونے کی وجہ سے کلمات بالا  
 ان سے مانع نہیں۔

واضح رہے کہ کلام بالا میں مذکور صر کو اضافی اور محض وہ کتا اعتبار سے قرار دینا خلاف اصل، بلکہ دلیل ہونے کے ساتھ بلا امر باعث بھی ہے۔  
 نیز تحریم در کو بیان کرتے ہوئے علماء کا جابجا فرمانا ”اباحة الاتیان مخصصة بموضع الحرث“ صراحتہً دل کہ در کی حرمت محض محل  
 حرث ہونے کے باعث نہیں بلکہ ”موضع حرث نہ ہونے“ کی وجہ سے بھی ہے۔ اور آخر الذکر امر میں در و قم برآمد کے شریک ہیں لہذا ایک جیسے حکم کے مستحق  
 ہوئے۔

اور شاید انہی امور کے پیش نظر ہمارے علماء نے فرمایا:

إذا ادخل الرجل ذكره فی فم امرأه قد قبل بکرمه۔

(المعین علی البرہانی ج ۵ ص ۲۹۷، فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۷۲)

اور کلام بالا اور کلام آئندہ کے پیش نظر یہ کراہت تحریمی ہونی چاہئے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔ بلکہ صاحب ”الفقه الاسلامی وادلہ“ نے حرمت



کی تصریح کی فرمایا:

وربما كان لسوا من اللبر وضع الذكر في قم المرأة ونحوه ، مما جاءنا من شيوخنا من الغريين ، فيكون ذلك حراماً لثبوت ضرره وقبحه شرعاً وذوقاً.

(الفقه الاسلامی و آئنتہ ج ۴ ص ۱۹۱)

اول الذکر قول کما قلین نے "وقد قيل بخلافه" بھی فرمایا اور شاید اس قائل نے تم کو ظاہر قرار دیتے ہوئے کہا جو کھانا اور بلاشبہ ایک ایسے باب کا قاتل ہو جو شرعاً و ذوقاً علیاً بر طرح قبیح ہے۔ و ما معنا الا راد و مردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔  
بہر حال کلمات مذکور بالا سے واضح ہو چکا کہ مرد کا اپنی بیوی کے منہ میں اپنا لگہ مردی ذالنا حرام ہے اور یوں سوال ثانی کے جز اول کا جواب آگیا۔ ذیل میں مذکور کلام سے سوال ثانی کے جز ثانی کے جواب کے ساتھ ساتھ حکم بالا کی تائید تقویت بھی ہوتی ہے اور سوال اول کے جواب میں ہم نے جو صورتیں ذکر کیں ان میں سے جز اخیر کا جواب بھی مستحکم ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرد کا اپنا لگہ مردی عورت کے منہ میں ذالنا، جماع سے قبل شہوت کی حالت میں مرد اور عورت کا ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کو چوسنا اور چاٹنا اور یوں ہی اس حالت میں مخرج سے اجتناب کیے بغیر ایک دوسرے کے اندام نہانی کا بوسہ لینا مکروہ و حرام ہے۔  
وہ اس کی یہ ہے کہ:

بہستری سے پہلے اکٹھے ہونے کی صورت میں مرد اور عورت کی شرمگاہوں سے مذی اور قذی نکلتی ہے جو ناپاک ہے۔ پس اگر مرد اور عورت مخرج سے اجتناب کیے بغیر ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کا بوسہ لیں، یا مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو چاٹے یا عورت اپنے شوہر کے لگہ مردی کو چوسے، یا اس حالت میں مرد اپنا لگہ تناسل عورت کے منہ میں ڈالے تو ہر ایک کا وہن و زبان ناپاکی سے تھڑیں گے۔ بلکہ بہت ممکن کہ وہ ناپاکی لعاب کے ساتھ مل کر حلق سے نیچے اتر جائے۔ حالانکہ ناپاکی سے اجتناب واجب اور اس کو کھانے پینے کی حرمت ثابت بلکہ ان افعال شنیعہ سے بچنا واجب اور ان کا ارتکاب حرام و مہرہ۔

بہستری سے پہلے مرد اور عورت کے مقامات مخصوصہ سے مذی اور قذی کے نکلنے میں تو شاید ہی کسی کو اختلاف ہو۔ شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مباشرة فاحشہ کا ناقض وضوء ہونا اسی سبب سے ہے علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

لانها لا تخلو عن خروج مذي غالباً وهو كالمحقق في مقام وجوب الاحياط اقامة للسبب الظاهر مقام الامر الباطن.  
(رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۷)

رہا مذی کا ناپاک ہونا تو اس کا قدرے بیان سوال اول کے جواب میں گزرا۔

**تنبیہ:** نجاست میں مرد اور عورت دونوں کی مذی ایک جیسی ہے۔

اولاً: اس لیے کہ جو حکم مردوں کے لیے ثابت ہے وہ عورتوں کے لیے بھی ثابت ہے سوائے ان احکام کے جو مخصوص علیہا ہیں۔

ثانیاً: مباشرة فاحشہ جہاں مرد کے لیے ناقض وضوء ہے وہاں عورت کے لیے بھی ناقض وضوء ہے۔ جیمۃ الدھر میں ہے:

سئل علی بن احمد وابو حامد فقال عن مباشر امراته مباشرة فاحشة هل يجب عليها الوضوء علی قول ابی حنیفہ وابی یوسف فقالا نعم۔ وکتبت الی القاضی الامام و ضیاء الامۃ فی المباشرة الفاحشة اذا حصلت بین المرتین اوبین الرجل والغلام الامر د هل يجب الوضوء علیهما عند ابی حنیفہ وابی یوسف فقالا نعم۔

(جیمۃ الدھر فی فتاویٰ اہل العصر للامام الترحماتی ص ۷)



قنية المعنية من ہے:

المباشرة الفاحشة توجب الوضوء على الرجل والمرأة عنهما

(قنية المعنية ص ۵)

یتیمۃ النہر اور قنیۃ دونوں میں ہے:

وذكر ابو ذر في شرح الصلاة الظاهر ان المباشرة الفاحشة بين الرجلين او المرأتين تنقض الوضوء عنهما خلافا

لمحمد.

(یتیمۃ النہر للامام فترجماتی ص ۱۸، قنية المعنية ص ۵)

قنية بحر حاشية شلبي من ہے:

المباشرة الفاحشة بين المرأتين وبين الرجل واللام الامر دتنقض الوضوء عنهما .

(قنية المعنية ص ۵، حاشية الشلبي على تبیین الحقائق ج ۱ ص ۴۸)

قنية بحر حاشية شلبي وهندية بحر طحطاوى على الدر من ہے:

في العلامة الفاحشة لا يعبر انتشار آلة الرجل في تنقض طهارة المرأة كالمس في حرمة المصاهرة.

(قنية المعنية ص ۴، حاشية الشلبي على تبیین الحقائق ج ۱ ص ۴۸، الفتاوى الهندية ج ۱ ص ۱۳، حاشية الطحطاوى على

الدر ج ۱ ص ۸۴)

البحر الرائق من ہے:

قد وقع في كثير من عبارات علمائنا ان المباشرة الفاحشة تنقض الوضوء ولم يقلوا بوضوء الرجل فكان وضوءها

داخلا فيه كما لا يخطئ.

(البحر الرائق ج ۱ ص ۴۵)

النهر القائق من ہے:

قال الاسي جابى: وهو الصحيح واقاد كلامه نقض وضوئها ايضا وبه صرح في القنية وادعى ابن امير حاج ان ذلك

لم يذكر على قولهما وان ما في التبيه فيه تأمل وفيه نظر لما سيأتى وهذا قولهما و(عند) الثالث (لا) تنقض وهو القياس وجه

الاستحسان وهو الاصح كما في التحفة انها لا تخلو عن خروج منى غالبا وقد قيل ان المنى في النساء اغلب وهذا يقتضى

نقض وضوئها بالاولى وما في الحقائق من تصحيح ما عن الثالث فشاذا.

(النهر القائق ج ۱ ص ۵۹)

تنوير الابصار من ہے:

ومباشرة فاحشة للجائين

(تنوير الابصار ص ۴)

ورعنا من ہے:

(ومباشرة فاحشة) بتماس القرجين ولو بين المرأتين والرجلين مع الانتشار (للجائين) المباشر والمباشر، ولو



بلا بلل علی المعتمد.

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۶)

رواکنار میں ہے:

(قوله مع الانتشار) هنا في حق نقض وضوئه لا وضوئها ، فإنه لا يشترط في نقضه انتشار آلة الرجل قنية .  
بحر فرمایا:

(قوله للجانبين) فيتنقض وضوء المرأة ، وما في الحلية حيث قال: إني لم أقف عليه إلا في العنية ، وفيه تأمل رده  
فی البحر والهر .

(رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۷)

شرح ملا مسکین میں ہے:

(مباشرة فاحشة) وهي ان يباشرها متجردين وانتشرت آله ولا في فرجه فرجها عندهما وعند محمد لا تنقض .

(شرح ملا مسکین علی کنز الدقائق ص ۴)

اس کے تحت فتح المعین میں ہے:

قوله: وهو ان يباشرها .

فيه قصر للمتن على بعض الفراه اذ هو صادق بما لو صلت بين رجل وامرأة او بين رجلين او امرأتين .

(فتح المعین علی شرح ملا مسکین للعلامة السيد محمد ابی السعود المصري ج ۱ ص ۴۹)

اس کے تحت منهج السالکین میں ہے:

كلنا المباشرة بين الرجل والعلام وكنا بين الرجلين توجب الوضوء عليهما (قنية) وكنا على المرأتين (بعض)

(منهج السالکین علی شرح ملا مسکین للاسقاطی ص ۱۱ م)

فتح المعین میں ہے:

وافاد كلامه نقض وضوئها ايضا عملا بالاطلاق وبه صرح في القنية وجري عليه في التوير مطلقا ولو بلا بلل علی

المعتمد (من)

(فتح المعین علی شرح ملا مسکین للعلامة السيد محمد ابی السعود المصري ج ۱ ص ۴۹)

یہ ساری نصوص اس مطلب میں صریح ہیں کہ مباشرة فاحشہ عورت کے لیے بھی ناقض وضو ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مباشرة فاحشہ کو شیخین رحمہما اللہ

تعالیٰ کا ناقض وضو شمار کرنا مذی کی خروج کا احتمال قوی کی بنیاد پر ہے اس مسئلہ میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاف اس لیے نہیں کہ آپ مذی کو نجاست قرار

نہیں دیتے، بلکہ آپ کا فرمانا ہے کہ جب مکہ مذی کا خروج یقینی نہ ہو جائے، وضو نہ ٹوٹے گا۔ ہاں اگر فرج عورت سے مذی کا خروج یقینی ہو جائے، پھلے

وہ ظاہر نہ ہو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وضو جائز ہے گا۔ جیسا کہ بدائع الصنائع اور بیتمہ الدھر میں ہے:

وروی عن محمد فی رجل ألقف خرج البول أو العنزی من ذكره ، حتى صار في قلفه فعليه الوضوء ، وصار بمنزلة

المرأة إذا خرج العنزی ، أو البول من فرجها ، ولم يظهر

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۲۳ ، بیتمہ الدھر فی فتاویٰ اہل العصر للامام لفرجعتی ص ۶)



حاصل کلام یہ ہوا کہ مذی عورت کی ہو یا مرد کی بالافتاق نجس ہے اور اسی لیے اس کا خروج ناقض وضوء ہے۔ واللہ اعز اسعد اعلم۔  
بہر حال رہی یہ بات کہ ”ایسی حالت میں تخرج سے اجتناب کیے بغیر مرد اور عورت ایک دوسرے کے اعضا متناسلیہ کا بوسہ لیں یا چوسیں یا چاٹیں یا مرد اپنا ڈکریوی کے منہ میں ڈالے تو ان کے دہن و زبان مذی سے تھڑیں گے اور قریب کدہ مذی لعاب سے مل کر شوہر و بیوی کے پیٹ میں داخل ہو جائے۔“ تو یہ امر میری نگاہ میں بدریات سے ہے اور پر امید ہوں کہ اس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل یا معاند۔

ہاں یہ مقدمہ باقی ہے کہ نجاسات سے اجتناب واجب اور ان کو کھانا پینا حرام ہے۔  
نجاست سے اجتناب کی وجہ کے بیان کے لیے وہ حدیث کافی، جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

علمة عذاب القبر من البول فاستزها من البول۔

(مسند البیہقی حلیث رقم ۴۹۰۷)

اور حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

استزها من البول فان علمة عذاب القبر منه۔

(سنن ترمذی حلیث رقم ۴۶۴)

جب بدن کے عام اعضاء کو نجاست سے نہ پھانا حرام اور موجب عذاب قبر ہو سکتا ہے تو بدن و طمان تو بدن کے کما کرم اعضاء سے ہیں، انہیں یوں نجاست پہنچا کرنا اور ناپاکی سے تھڑنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟

واضح رہے کہ خاص حاجت جماع میں بھی نجاستوں سے پرہیز لازم ہے الا آنکہ عذر ہو جیسے سلس البول یا تھاندہ وغیرہ۔

حالت حیض میں حرمت کی علت بتاتے ہوئے اللہ کریم جل مجدہ نے فرمایا:

قل هو اذی۔

(البقرة ۲۲۲)

پس اگر حیض کی حالت میں شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو اس کا ڈکریا پاک خون سے تھڑ جائے گا جو شریعت طیبہ کو منکور نہیں ہو مرد کو ان ایام میں اپنی بیوی سے جماعت سے روک دیا گیا۔ پھر اسی ناپاکی و نجاست کے باعث علماء نے درمیان تیان کی حرمت پہ بھی استدلال فرمایا جو صاف بتاتا ہے کہ حالت جماع میں بھی نجاستوں سے پرہیز ضروری ہے۔

علاوہ ازیں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

انفی بعض الشافعية بحرمة جماع من تنجس ذكره قبل غسله إلا إذا كان به سلس فيحل كوطء المستحاضة مع الجريمان ويظهر أنه عندنا كذلك لعافيه من التصحیح بالنجاسة بلا ضرورة لإمكان غسله بخلاف ووطء المستحاضة ووطء السلس تأمل وبقي ما لو كان مستنجيا بغیر الماء قضي فتاوى ابن حجر أن الصواب التفصيل وهو أنه إذا كان لعلم الماء جاز له الوطء للحاجة وإلا فلا قال وروى أحمد بسند ضعيف أن رجلا قال يا رسول الله الرجل يغيب لا يقدر على الماء أيجامع أهله قال نعم اهـ

(رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۸)

کلمات بالا کا حاصل یہ ہے کہ اگر مرد کے ذکر پہ نجاست لگی ہو، چاہے صرف اتنا ہی ہو کہ بیو شتاب کیا اور سرے سے استنجائیں کیا، پھر بھی جب تک اپنے لگے تامل کو دھوکا پاک نہ کر لے اس کا بیوی سے ہمبستری کرنا حلال نہیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسی ہی حالت میں بیوی کے قریب جاتا ہے تو بلا حاجت بیوی کی شرمگاہ مرد کے لگے تامل پہ لگی نجاست سے تھڑے گی، اور بیوی کی فرج کی رطوبت سے مل کر وہ نجاست مرد کے لگے تامل کو مزید آلودہ کرے گی، اور چونکہ بلا غرض نجاست سے تھڑنا جائز نہیں، لہذا ایسی حالت میں مرد کا اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا حرام ہے !!!

اللہ اکبر !!!

کہاں عورت کی شرمگاہ اور مرد کا ناپاک لگے تامل۔ اور کہاں انسان بلکہ مسلمان کے ذکر الہی کرنے والے پاک دین و زبان۔ !!! جس پاک شریعت کو بلا غرض عورت کی شرمگاہ کا ناپاکی سے تھڑنا اور مرد کے ناپاک ذکر پناپاکی کا پھیلنا پسند نہیں وہ بدن کے ان اکرم اعضاء کو یوں نجاستوں سے آلودہ کرنے کی اجازت دے گی؟؟؟

واللہ ہرگز نہیں !!!

یہ دین دے کر بھیجے جانے والی ذاتِ مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رب جل و علا ان کے بارے میں فرماتا ہے:

وَمَحَلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَحْرَمٌ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ.

(الاحزاب ۱۵۷)

اس کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبیث چیزوں کو حرام فرمایا اور اس سے بدھ کر نبیث کیا ہوگا کہ انسان جان بوجھ کر اپنے منہ پناپاکی طے اور اسے زبان سے چاٹے۔۔۔!!!!!!

اور ربی نجاسات کے کھانے پینے کی حرمت تو وہ محتاج بیان نہیں، کیونکہ حکم نجاست میں حکمت ہی یہ ہے کہ ہر حال میں اس چیز سے اجتناب کیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ نجس کی حرمت علماء کے صحیح مفسر ہے ابن حزم غابری نے اس پہ اتفاق ذکر کرتے ہوئے لکھا:

وَاتَّقُوا عَلَىٰ أَنْ أَكُلَ النِّجَاسَةَ وَشَرِبَهَا حَرَامٌ حَاشَا النَّبِيَّ الْمُسَكَّرَ.

(مراتب الاجماع ص ۱۹)

علامہ ابن علی بن حجر فرماتے ہیں:

والحرمة فرع النجاسة.

(رد المحتار ج ۶ ص ۷۳۲)

پس جب نجاستوں کو کھانا یا حرام بنے اعضاء علیہ کو چھو سنا اور چائے کیسے حلال ہو سکتا ہے کہ جس فعلِ شنیع میں نجاست کے پیٹ میں چلے جانے کا قوی احتمال، بلکہ مقامِ وجوب احتیاط میں کائنات اور حق کے حکم کا مستحق اور کم سے کم نجاست سے تھڑنا تو یقینی۔ تو کیا ثباتِ حرمت کے لیے یہ روٹی کافی نہیں؟؟؟

حق تو یہ ہے کہ ہر طبیعتِ سلیمہ اس فعلِ شنیع کو برا اور خبیث جانتی رہی ہے۔ اہل عرب گالی دیتے وقت کہا کرتے تھے:

احصص بظر اسک

(عمدة القاری ج ۲۰ ص ۴۹۹، فتح الباری ج ۵ ص ۳۴۰)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمْ مِنْ يَعْزِي بِعِزَاءِ الْجَاهِلِيَةِ فَاَعْضَوْهُ وَلَا تَكْتُمُوْا

(مسند احمد بن حنبل حلیث رقم ۷۱۲۷۱، ۷۱۲۷۲، ۷۱۲۷۳)



اور جنس روایات میں ہے:

کنا قوم اذا الرجل تعزى بعزاء الجاهلية فأعضوه بهن ایہ ولا تکوا

(مسند احمد بن حنبل حدیث رقم ۲۱۲۷۴، ۲۱۲۷۵)

شرح السنہ میں ہے:

قوله: بهن ایہ یعنی ذکرہ، قلت: یرید یقول له: اعضض بلیر ایہک

(شرح لسان البعوی ج ۱۲ ص ۱۶۱)

غریب الحدیث لابن الجوزی اور التحلیۃ فی غریب الآثار میں ہے:

فأعضوه بهن ایہ ولا تکوا ای قولوا له اعضض بلیر ایہک ولا تکوا عن الأیر بالهن تنکیلا

(غریب الحدیث لابن الجوزی ج ۲ ص ۱۰۳، لہایۃ فی غریب الآثار ج ۳ ص ۴۹۴)

”بہن ایہ“ کے تحت علامہ عبدالرزاق متاوی لکھتے ہیں:

ای قولوا له: اعضض بهن ایہک او ہذکرہ۔

(فیض الفقہ ج ۱ ص ۴۵۹)

آگے چل کر ”اعضوه“ کے تحت فرمایا:

ای قولوا له: اعضض بظہر ایہک۔

(فیض الفقہ ج ۱ ص ۴۸۹)

جب عروۃ بن مسعود نے دربار رسالت میں مسلمانوں سے حلق اپنا یہ تاثر ظاہر کیا کہ یہ لوگ نکندے لے نہیں اور آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے

تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:

امضض بظہر اللات انهن نفر عنه ونلعه؟

(صحیح البخاری حدیث رقم ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، مسند احمد ۱۸۹۳۰، مسند ابی یعلی حدیث رقم ۴۲، الحسن الکبریٰ

للبيهقي حدیث رقم ۱۹۲۸۰، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رقم ۱۶۴۴۵، دلائل البیۃ للبیہقی ج ۴ ص ۱۰۳، صحیح ابن حبان

حدیث رقم ۴۸۷۲، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث رقم ۳۸۰۱۰، مصنف عبدالرزاق حدیث رقم ۹۷۲۰)

ان کلمات کا سبب دشمن ہونا اور مقابل کی مذمت و تخریس میں ان کا ذکر کیا جانا واضح ثبوت ہے کہ ارباب عقول سلیمہ و اصحاب طبائع مستقیمہ کے ہاں

یہ فعل قباح و شاعت سے خالی نہیں۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما، باپ کے ذکر کے بجائے ”بظہر اللات“ کہنا دلیل میں ہے کہ دلول

جملہ کی شاعت ماں اور باپ کی طرف نسبت پر موقوف نہیں بلکہ مص کی نظر کی طرف نسبت عن مذمت و تخریر کے لیے کافی ہے۔

ایک ایسا فعل کہ جسے ہر صاحب عقل سلیم برا جانے، شریعت مطہرہ و اسلامیہ اس کو کب جائز ٹھہرائے گی؟ ماں کا ارتکاب نہیں کیا مگر کالانعام بیہودہ

و نصاریٰ اور ان کے امثال نے، وہ لوگ جو سر راہ زنا کو کرتی جانتے اور اپنی ماؤں بہنوں سے زنا کو فکیر نہ مانتے ہیں۔ پھر ان انسانیت کے دشمنوں نے ان

افعال شیعہ کی اشاعت کر کے انسانیت دشمنی کا حق اداء کیا اور پھر مسلمانوں میں سے جنس نے ان کی پیروی کی اور یہ نہ سوچا کہ یہ کام ہر اس جانوروں کا ہے

اور وہی وہ ہیں جو اپنی مادہ کی فرج کو چاہتے ہیں۔ اور شریعت مطہرہ و اسلامیہ کو برگزینہ نہیں کہ انسان مکرم جانوروں کے برے اسالیب اپنائے بھٹکے و قضا



شہوت ہی سے متعلق کیوں نہ ہوں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا أتى أحدكم أهله فليستتر ولا يتجرد تجرد العیرین

(مسئ ابن ماجہ حدیث رقم ۱۹۲۱ مسند البراء حدیث رقم ۱۲۰۱، مسند الکبریٰ للیقہی حدیث رقم ۱۴۴۷۵،

المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رقم ۱۳۷۶۲)

اور فرمایا:

فینما هم كذلك إذ بعث الله ربحا طيبة فأخذهم تحت آباطهم فقبض روح كل مؤمن وكل مسلم ويبقى شرار

الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فطهم تقوم الساعة

(صحیح مسلم حدیث رقم ۷۵۶۰، سنن ابن ماجہ حدیث رقم ۴۰۷۵، مسند احمد حدیث ۱۷۶۶۶)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے مرقا ہے:

فلذا كان ذلك اشتد غضب الله على اهل الارض فاقام الساعة.

(مسندک علی الصحیحین رقم الحدیث ۸۴۰۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ جل مجدہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يقع أحدكم على أهله مثل البهيمة على البهيمة.

(الغرائب الملتقطه من مسند لفرعوس حدیث رقم ۱۳۴۱)

جب شریعت طیبہ اسلامیہ مطہرہ جانوروں کا ساتھ دینے نہیں کرتی تو کیا جانوروں کا سا ایک دوسرے کی فروج کو چاٹنا جائز ٹھہرائے گی؟؟؟

اس سب سے ہٹ کر اس فعل قبیح و شنیع کے انسانی طبیعت پر برے اثرات دیکھے جائیں تو اس کا ارتکاب نہ کرے گا مگر اپنے آپ کو بلاکت پر

پیش کرنے والا۔ جدید سائنسی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ منہ، گلے وغیرہ کے کفرز کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب منہ کے ذریعے جنسی عمل کی ادائیگی

ہے۔ یعنی مرد کا اپنا ڈگر عورت کے منہ میں ڈالنا یا دونوں کا ایک دوسرے کا عطا متا سلیہ کو چوسنا یا چاٹنا۔ !!!

اس وقت نیٹ پہ لاتعداد ایسے مضامین شائع ہو چکے ہیں جو ہماری کام کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔ New Scientist 09 May 2007

میں ایک مضمون بعنوان "Oral sex can cause throat cancer" کے ابتدائی کلمات کچھ یوں ہیں:

People who have had more than five oral-sex partners in their lifetime are 250% more

likely to have throat cancer than those who do not have oral sex, a new study suggests

The researchers believe this is because oral sex may transmit human papillomavirus

(HPV), the virus implicated in the majority of cervical cancers.

اسی نیو سائنٹسٹ کے شمارہ 28 فروری 2008ء میں شائع مضمون جنوں "Oral sex-related cancer at 30-year high"

میں ہے:

The incidence of oral cancer due to a virus transmitted during oral sex has

increased steeply over the last 30 years, according to research in the US. And

scientists relate this trend to changes in people's sexual behaviour.



The number of tongue, mouth and throat cancers due to the sexually transmitted human papilloma virus (HPV), which can also cause cervical cancer in women, rose by about a third from 1973 to 2004, say researchers.

The team led by Maura Gillison at Johns Hopkins University in Baltimore, Maryland, US, studied trends in oral cancers recorded by US National Cancer Institute registries.

Earlier work by this team and others had established a link between certain strains of the common sexually transmitted virus and oral cancer. The latest study, which looked at nearly 46,000 cases, is the first to quantify an increase in mouth and throat cancers due to sexual activity.

ویکیپیڈیا پر شائع مضمون بعنوان "Oral Sex" میں ہے:

Links have been reported between oral cancer and oral sex with HPV-infected people. In 2005, a research study at the College of Malmö in Sweden suggested that performing unprotected oral sex on a person infected with HPV might increase the risk of oral cancer. The study found that 36 percent of the cancer patients had HPV compared to only 1 percent of the healthy control group.

Another recent study suggests a correlation between oral sex and head and neck cancer. It is believed that this is due to the transmission of human papillomavirus (HPV), a virus that has been implicated in the majority of cervical cancers and which has been detected in throat cancer tissue in numerous studies. The New England Journal of Medicine study concluded that people who had one to five oral-sex partners in their lifetime had approximately a doubled risk of throat cancer compared with those who never engaged in this activity and those with more than five oral-sex partners had a 250% increased risk.

جب جدید تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ یہ فعل فتنی و فحش امراض ہمارے لئے بڑا سبب ہے تو اب شریعتِ مطہرہ کے احکام اور ان کی حکم پر مطلع شخص ہرگز اس فعلِ فتنی و فحش کے شاعت و جہالت میں شک نہ کرے گا اس دین میں تو حلال نہیں مگر صرف طیب رہا خبیث تو اس کی کوئی گنجائش نہیں:

و یحل لهم الطیبات و یحرم علیہم الخبیثات.

(الاعراب ۱۵۷)

شریعتِ اسلام یا اس کام سے روکتی ہے جس میں ضرر ہو اللہ کریم جل مجدہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار

(رواہ ابن ماجہ عن عیادۃ ابن الصلت برقم ۲۳۴۰، وعن ابن عیاس برقم ۲۳۴۱)

اور شریعت مطہرہ کے احکام اور ان کی حاکم پر مطلع جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے (اتحاد ایسے کاموں سے روک دیا جن میں انسان کو نقصان ہے۔ خود رب جل مجدہ نے فرمایا:

شرع لکم من اللین ما وصی بہ نوحا الایة

(الشوری ۱۳)

یہ دین نفع عباد کے لیے ہے، اسے عباد کا نقصان پسند نہیں۔ اگر عباد کا نقصان پسند ہوتا تو یہی اور کثیر کما گئے مقام کو حلال فرمانے کے باوجود پچھلے مقام کو حرام فرمانے اور پھر جنس کے دوران ”سہواذی“ کرنا کرا گئے مقام سے بھی روک دینے کا کوئی قلیل فہم سبب نظر نہیں آئے گا۔ کتب فقہ کی طرف توجہ کی جائے تو فقہاء کرام کسی کام سے روکتے ہوئے جانچا فرماتے نظر آتے ہیں:

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام

میں ان احکام کا نفع احصاء چاہوں گا اور نہ ہی مثال، کیونکہ احصاء محض رہا اور مثال موہم انحصار۔ بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ: جنسی عمل کی منہ کے ذریعے ادنیٰ کی صورت میں از روئے شرع کثیر خرابیوں کے ساتھ ساتھ منہ، گردن وغیرہ کے کینسر کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے لہذا اس سے اجتناب لازم اور اس کا ارتکاب بخروید بد نصیبی کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی نقصان کا باعث۔

واللہ جل مجلہ اعلم وعلیہ جل مجلہ تم واحکم

محمد چمن زمان نجم القادری

جامعہ خوثیہ رضویہ باغ حیات سکھر



ما ارجى لب العاقل المحقق

فحقه وصوره وراي الحق الحق

ان يشج . وصوره في العلم

لقد ركبنا

محمد بن محمد القادر بن محمد بن محمد

خادم جامع غوثية لود

26/12/12

بیم فہم حضرت العالم معنی علی مدظلہ العالی نے زمانہ ہجرت کے فتویٰ سے  
مکمل اتفاق کرتا ہے اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح میں علیہ  
مدلل دلائل و برہان اور ائمہ مجتہدین سے

علی شہزاد قادری صاحب مدظلہ العالی نے  
تمام التذریس جامعہ فتویٰ رضویہ

سکر



لا یریب ان ما اجاب پر استاذی  
المحتش هو الحق الدریع الذی  
لا علم اول غنة والهاب الذی  
لا یبین منه واللمة فی اللمة الملم  
مکرمه نجان حقیقی  
خادم الطالباء  
فی البامور الخویة الرضویة



ما اجاب اعتاوى الحكيم المحقق  
المحقق غلامه الصبر فخورا  
والحق ان يقبل ويعمل  
والعلم بحالته وتعالى اعلم بالهراب  
من ادنى تلازمة الحقيقة العلية  
فيلهم نوره  
المستعجلين في الفقه  
في الجامعة القرآنية الرفيعة

2013 - 1435 هـ

مفتي مصر محمد صالح المنجد



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی حبیبہ الکریم

حضرت المسلم قبلہ محترم المقام علامہ محمد حمزہ زماں نجم القادری مدظلہ العالی  
کی تحریرہ نظر سے گزری تو انتہائی مسرت ملی کہ یہ حالات زمانہ حال کو مد نظر رکھتے ہوئے  
یہ مثال تحقیق فرمائی جس سے فقیر بہت متاثر ہوا

فی زمانہ اس ضروری امر پر قلم اٹھانے پر اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت قبلہ کو  
مساعدت و امداد عطا فرمائے اور اس تحقیقی تحریر کو سب کیلئے نفع مند فرمائے

آمین بجا سید الانبیاء والمرسلین

امام مفتی محمد یونس یاروی عفی عنہ  
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ فیض العلوم  
حرقانہ سید محمد یونس یاروی عفی عنہ  
13/01/2013

